رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح کو چند دن سے زکام کی شکایت ہے جو خدا کے فضل سے تخفیف پذیر ہے۔ ۴ تاریخ حضور طبی مشیروں کی رائے کے مطابق کچھ دنوں تبدیلی آب و ہوا اور کام سے جو یہاں رہ کر ہر حیثیت مجبوراً کرنا ہی پڑتا ہے کلیتہً احتراز کے لئے براستہ دریا سے بیاس تشریف لے گئے ہیں۔

۲- اور ۳ تاریخ کی درمیانی رات کو بابو فخرالدین صاحب کی دوکان میں نقب زنی کی واردات ہوئی۔ کئی سو روپیہ کے مال کا نقصان سنا گیا ہے۔ امید ہے کہ پولیس چوروں کا پتہ لگا کر اپنی قابلیت کا ثبوت دیگی

اخبار احمدیہ

ایک احمدی کو اعزازی خطاب

جناب ملک صاحب خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گوجرانوالہ کو نئے سال کی تقریب پر ایم۔ بی۔ ای کا خطاب ملا۔ جس کے لئے ہم ملک صاحب موصوف کو مبارکباد کہتے ہیں۔

انجمن ہائے احمدیہ ضلع سیالکوٹ کو اطلاع

مولوی محمد ابراہیم صاحب بقا پوری تین ماہ کے لئے ضلع سیالکوٹ میں بھیجے جاتے ہیں وہ دس پندرہ روز شہر میں قیام کرکے درس تدریس دیا کریں گے۔ اور پندرہ بیس روز باہر دیہات میں تبلیغی دورہ کریں گے۔ احمدی احباب ضلع سیالکوٹ اس کام میں ان کو مدد دیں۔ اور کوئی مقام جو تبلیغ کے لئے مناسب ہو خالی نہ چلنے دیں۔

شیر علی عفی عنہ۔ سیکرٹری ترقی اسلام

نماز جنازہ

افسر امانت اللہ صاحب محمد قادیان کی اہلیہ اور برادر امانت خان صاحب آبادی کی اہلیہ نے انتقال کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

فہرست نومبائعین

یہ نمبر شمار جنوری سنہ ۱۹۱۸ء سے شروع ہوتا ہے۔ مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہئے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان آکر بیعت کرتے ہیں اُن کے نام محفوظ رکھنے کی اس وقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کی گئی۔ پھر بعض ڈاک کے ذریعہ بیعت کرنے والوں کے نام بھی مہتمم ڈاک کی فہرست سے کسی نہ کسی باعث سے رہ جاتے ہیں۔ دفتر الفضل کو جس قدر نام مل سکتے ہیں ان کو شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور اسی غرض کا یہ نمبر شمار ہے۔ (ایڈیٹر)

بابت ماہ نومبر

۱۵۲۶ اہلیہ میاں خدا بخش صاحب ضلع گوجرانوالہ
۱۵۲۷ والدہ امام الدین صاحب ضلع گجرات
۱۵۲۸ ہمشیرہ " "
۱۵۲۹ نظام الدین صاحب " انبالہ
۱۵۳۰ اللہ وک صاحب "
۱۵۳۱ عبداللطیف صاحب " گجرات
۱۵۳۲ اہلیہ نذیر احمد صاحب لاہور
۱۵۳۳ غلام علی صاحب ضلع گجرات
۱۵۳۴ صاحب دین صاحب " "
۱۵۳۵ محمد فاضل صاحب " "
۱۵۳۶ اہلیہ احمد صاحب " "
۱۵۳۷ پیر سرور شاہ صاحب " گوجرانوالہ
۱۵۳۸ رشید احمد صاحب " ہوشیارپور
۱۵۳۹ ابو غلام محی الدین صاحب " ازلیہ
۱۵۴۰ اہلیہ احمد دین صاحب لاہور
۱۵۴۱ عبدالغفور صاحب کوہاٹ
۱۵۴۲ مراد علی صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۴۳ فضل احمد صاحب " "
۱۵۴۴ عبدالمجید صاحب " "
۱۵۴۵ مولا بخش صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۴۶ محمد عارف صاحب " "
۱۵۴۷ گھیٹے شاہ صاحب " "
۱۵۴۸ اہلیہ کریم اللہ صاحب جہلم
۱۵۴۹ محمد رستم علی صاحب بنگالی
۱۵۵۰ ہدایت خاتون صاحبہ سندھ
۱۵۵۱ کاکا صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۵۲ عمر حیات صاحب کوہاٹ
۱۵۵۳ اہلیہ عمر حیات صاحب "
۱۵۵۴ ثانی اہلیہ عمر حیات صاحب "
۱۵۵۵ عبدالمجید صاحب بغداد
۱۵۵۶ دریا خان صاحب میرپور میرس
۱۵۵۷ بتول بی صاحب "
۱۵۵۸ آغا مظہر الحق صاحب پشاور
۱۵۵۹ محمد فاضل صاحب سندھ
۱۵۶۰ بوڑل خان صاحب ضلع لدھیانہ
۱۵۶۱ اہلیہ " "
۱۵۶۲ حیدر علی صاحب " "
۱۵۶۳ محمد اسمعیل صاحب " "
۱۵۶۴ بادر علی صاحب " "
۱۵۶۵ امانت بی بی صاحبہ " "
۱۵۶۶ رقیہ صاحبہ " "
۱۵۶۷ جنت علی صاحب " "
۱۵۶۸ نور بخش صاحب " "
۱۵۶۹ سید عبدالحی صاحب " جالندھر
۱۵۷۰ اہلیہ منشی عبدالواحد صاحب شملہ
۱۵۷۱ محمد دین صاحب سندھ
۱۵۷۲ فضل مراد صاحب "
۱۵۷۳ حسین علی صاحب "
۱۵۷۴ فضل بی بی صاحبہ "
۱۵۷۵ رحمت بی بی صاحبہ "
۱۵۷۶ فضل بی بی صاحبہ ۲ "
۱۵۷۷ ریشم بی بی صاحبہ "
۱۵۷۸ حشمت بی بی صاحبہ " "
۱۵۷۹ فضل مراد صاحب مظفرپور
۱۵۸۰ پارسا "
۱۵۸۱ غلام فاطمہ صاحبہ "
۱۵۸۲ عائشہ صاحبہ لاہور
۱۵۸۳ قادر بخش صاحب "
۱۵۸۴ فضل بی صاحبہ "
۱۵۸۵ ولی محمد خان صاحب فیروزپور
۱۵۸۶ چھاپل صاحبہ ڈیرہ غازیخان

نظم

پھر کیوں نہ ہو تو موسیٰ عمران کا وارث

محمود ہوا عیسیٰ دوران کا وارث
ہے حسن کا اور اسکے یہ احسان کا وارث

دل پر ترے اللہ کی باتیں ہوئیں نازل
پھر کیوں نہ ہو تو موسیٰ عمران کا وارث

دشمن پہ ترے قہر الٰہی بھڑک اٹھا
ہے آن میں نوح صاحب طوفان کا وارث

حق صاف کہو نگا میں کسی سے نہ ڈرونگا
ہے دشمن بدبیں ترا شیطان کا وارث

گر بیعت محمود خلیفہ کرے احمد
ممکن ہے کہ ہو جائے تو ایمان کا وارث

رُباعی

کیا تم کو بتاؤں میں مقام محمود
ہر ذرہ میں جب نقش ہے نام محمود
ہے اس کی اطاعت میں محمد کی اطاعت
پُر بادۂ احمد سے ہے جام محمود

(بشیر احمد بن حقانی مرحوم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۷ جنوری ۱۹۱۶ء

مولوی محمد علی صاحب کے اخلاق کا نمونہ

غیر مبایعین کی توجہ کے قابل

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات سے لے کر اس وقت تک مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تحریر و تقریر میں خاندان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عموماً اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو خصوصاً جس قدر سب و شتم کا ہدف بنا رکھا ہے۔ وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ اس سے ان کی تہذیب و اخلاق کا نہایت آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور سمجھ دار اصحاب تو ان کی اخلاقی موت کا مدت سے جنازہ پڑھ چکے ہیں۔ لیکن حال ہی میں جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ان کی اس معاندانہ کارروائی کو جو انہوں نے اپنے جلسہ پر ایک بے فائدہ طریق سے گفتگو کرنے کے متعلق کی تھی "چالاکی" قرار دیا۔ جو واقعہ میں چالاکی سے بھی بڑھ کر کچھ اور کہنے کے قابل تھی۔ تو انہوں نے اپنی اخلاقی ذات دکھلانے کے لئے لکھا کہ "آپ نے اسے میری چالاکی قرار دیا ہے اور میرے خیالات کو زہر قرار دیا ہے۔ وہ میں آپ کو للہ معاف کرتا ہوں"۔ اگرچہ یہ الفاظ محض نمائشی تھے۔ تاہم ان سے امید ہو سکتی تھی کہ آئندہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ذات کے خلاف اس زہر کے اگلنے سے باز رہیں گے جو آپ کے پیٹ میں بھرا ہوا ہے۔ اور اس بدزبانی کو ترک کر دیں گے۔ جو اس سے پہلے آپ کی تقریر اور تحریر کی خاص خصوصیت ہے۔ لیکن کیسے تعجب اور حیرانی کی بات ہے۔ کہ جس دن مولوی محمد علی صاحب نے "چالاکی" اور "زہر" کے معاف کرنے کا اعلان کیا اس کے ایک آدھ دن ہی پیشتر جو رسالہ لکھا ہے اور جسے معافی کا اعلان کرنے کے بعد آپ نے سالانہ جلسہ پر سہواً نہ عمداً خود پڑھ کر سنایا! اس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے متعلق حد سے بڑھ کر بدزبانی اور بیہودہ سرائی سے کام لیتے ہوئے نہ صرف ہماری امید کو یاس سے بدل دیا ہے۔ بلکہ اپنے اخلاق کے گندے اور ناپاک ہونے کا پہلے سے بھی بڑھ کر ثبوت دے دیا ہے۔ کاش اگر اور نہیں تو وہ اپنے معافی نامہ کا ہی خیال رکھتے اور گالیوں اور بدزبانیوں کا پلندہ جو پیشتر سے تیار کر چکے تھے۔ سٹیج پر کھڑے ہو کر سنانے کی بجائے۔ آگ کی نذر کر دیتے۔ تا اس قدر جلد یہ خیال غلط ثابت نہ ہوتا کہ وہ بدزبانی ترک کر کے شریفانہ اخلاق سے کام لینے کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔

خیر اس بات کے یقین کر لینے میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں رہ گیا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے خلاف بدزبانی کرنا مولوی محمد علی صاحب کی طبیعت ثانی۔ تمسخر اور استہزا پسندیدہ شغل اور تحقیر اور تذلیل کرنا فرض منصبی ہو گیا ہے۔ اور انہوں نے تمام شریفانہ اخلاق و عادات کو بالکل جواب دے دیا ہے۔ اس کے ثبوت میں ہم ان کے اس لیکچر کے بعض فقرات پیش کرتے ہیں۔ جو انہوں نے اپنے اسی سالانہ جلسہ پر پڑھ کر سنایا۔ لیکن پیشتر اس کے کہ ہم ان کے تحقیر اور استہزاآمیز کلمات کو پیش کریں۔ ان کا یہ دعویٰ جو اسی لیکچر میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو مخاطب کر کے کیا گیا ہے۔ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ کہ:

"میں نے ہمیشہ باوجود آپ کے عقائد کے ساتھ اختلاف کے ...... آپ سے وہی سلوک کیا ہے۔ جو ایک محسن کے فرزند سے شریفانہ طور پر ہو جاتا ہے"

اس دعوے کی صداقت کے پرکھنے کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک وہ کونسا سلوک ہے جو "محسن کے فرزند سے شریفانہ طور پر ہو جاتا ہے" ان کے ذیل کے فقرات پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱)۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ایک ناتمام فقرہ کو نقل کر کے لکھتے ہیں۔ "آپ کی اس طفلانہ دلیل کو اگر ذرا واضح کیا جائے" مراۃ الحقیقت ص

(۲)۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنے رسالہ حقیقۃ الامر میں جو یہ لکھا تھا کہ

"بجائے اس کے کہ یہ اوقات (بیماری) مجھے اپنے عقیدہ سے متزلزل کر دیتے۔ یا موت کا سہارا میرے قدم کو ڈگمگا دیتا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان عقائد پر میں نے کامل تسلی پائی اور انہی کی اشاعت اور ان پر ثابت قدم رہنے کو میں اپنے لئے باعث مغفرت جانتا تھا اور میرا دل اس وقت مطمئن تھا کہ میں نے جو کچھ کیا۔ حق اور انصاف کو مد نظر رکھ کر کیا ہے۔ اور اسی کی بدولت امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میری کمزوریوں اور غفلتوں سے معاف فرمائیگا۔ اور اپنے فضل کے نیچے جگہ دیگا"

اس کے متعلق مولوی محمد علی صاحب یوں درافشانی کرتے ہیں۔ کہ

"یہ بات کہ آپ ان عقائد پر یقین واثق سے قائم ہیں۔ یہ کوئی اس بات کا ثبوت نہیں کہ یہ عقائد سچے بھی ہیں ایک مسیح کی الوہیت اور کفارہ پر ایمان لانے والا بھی اسی طرح یقین واثق سے ہی ان باتوں کو مانتا ہے۔" ص۵

حضرت خلیفۃ المسیح کے اپنے عقائد پر اطمینان کو ایک عیسائی کے مسیح کی الوہیت اور کفارہ پر ایمان لانے کی طرح بتانا کیا ہی شریفانہ فعل ہے۔ (۳) مولوی محمد علی صاحب اپنی اس کتاب میں ذکر کرتے ہیں باوجود دامن مسیح کے مخالف ہونے کے اس یقین پر ہوتی تھی کہ مجھے مطعون ہو گیا ہے ایک ذاتی حملہ قرار دیتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق لکھتے ہیں

"آپ نے بجز ذاتی حملہ مجھ پر کیا ہے اس کو آپ دوسرے لوگوں کے بے سبب دیتے۔ جو اپنے بھائیوں کی ذاتی یا فرضی کمزوریوں کا ذکر کر کے خوش ہوتے ہیں۔ اور دنیا میں ان کا ڈھنڈورا پیٹ کر افترا یا مردہ بھائی کے گوشت کھانے کا بوجھ اپنی پیٹھ پر اٹھاتے ہیں۔ تو بہتر تھا۔" ص۱

(۴) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی پر یہ الزام لگاتے ہیں۔

"کہاں آپ کے دو دعوے کہ آپ کی جماعت کا ایک ایک شخص چوری ڈاکہ زنا جھوٹ فریب۔ عیسائیت یہودیت۔ دہریت وغیرہ کا علم حاصل کرے۔" ص۲۳

(۵) لکھتے ہیں "آپ خود گویا خدا بننا چاہتے ہیں" ص۳

(۶) "میاں صاحب کرم۔ کوئی بات تو آپ صاف کہیں۔ خدا شاہد ہے۔ میں ہنسی نہیں کرتا۔ مجھے اس پر رونا آتا ہے۔ کہ مذہب کو آپ نے ایک کھیل کی صورت کیوں دے رکھی ہے۔" ص۳۵

(۷) "میاں صاحب یہ آپ کس راہ پر پڑے ہیں اگر ان الفاظ کے لکھنے میں کوئی خاص خیال آپ کے سر میں تھا تو اسکو بھی واضح کر دیجئے۔" ص۶۲

(۸) "افسوس ہے کہ اس سے بھی اصل مسئلہ پر تو کچھ روشنی نہ پڑی۔ بلکہ اور بھی زیادہ بات کو گول مول کر دیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی شخص آپ کے مطلب کو نہیں سمجھ سکا۔ اور ممکن ہے کہ آپ خود بھی نہ سمجھے ہوں۔" ص۳۳

(۹) "کیا آپ اس (خط) کی ایک روپیہ کے نوٹ کے برابر بھی عزت نہ کرتے جو محفوظ ہو کر آپ کی جیب میں چلا جاتا ہے۔" ص۱

(۱۰) "وقت پر بازی لے جانے کے لئے آپ ان امور کی قدر اتنی ہی کرتے ہیں جیسے ایک تاش کھیلنے والا تاش کے پتوں کی قدر کرتا ہے۔" ص۹

(۱۱) "وہ چالاک لوگ جو آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں بیشک خطرناک دشمن اسلام ہیں۔ مگر آپ خود بھی ان کی باتوں کا بغیر سوچے سمجھے تتبع کر کے اپنے آپ کو اس الزام کے نیچے لا رہے ہیں۔" ص۴۲

(۱۲) "اسلام میں آپ خطرناک فتنہ پیدا کر رہے ہیں۔" ص۳

(۱۳) "میں نے دکھانا صرف یہ ہے۔ کہ آپ اپنی غرض کے لئے کیا کیا کچھ کر لیتے ہیں۔ شاید ان لوگوں میں جن کو شر من تحت ادیم السماء قرار دیتے ہیں۔ ایسی جرأت کرنے والے کم ہی ہونگے۔" ص۴۴

(۱۴) "اگر کوئی دوسرا شخص اس قسم کی گری ہوئی کارروائی کرے۔ تو آپ اس پر کیا فتویٰ دیں گے۔ لیکن آپ چونکہ خلیفہ ہیں۔ اس لئے تمام دنیا کے قوانین سے شاید مستثنیٰ ہیں۔" ص۴۴

(۱۵) "غلطی سے جنازہ پڑھ کر خود خازن جنت اور داروغہ جہنم میں جھگڑا پیدا کر دیتے ہیں۔" ص۳

ان بعض حوالجات کو جو ہم نے مولوی محمد علی صاحب کے تازہ رسالے "مراۃ الحقیقۃ" کا سرسری مطالعہ کرتے ہوئے اخذ کئے ہیں۔ بالترتیب پڑھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ رسالہ لکھتے ہوئے جوں جوں مولوی صاحب آگے بڑھتے گئے ہیں ان کا جوش غضب اور مادہ بدتہذیبی ترقی کر گیا ہے۔ حتیٰ کہ بدزبانی اور بیہودہ سرائی کرتے کرتے وہ اس حد کو پہنچے ہیں۔ کہ انہیں خود بھی ندامت محسوس ہوئی۔ اور وہ اپنی سخت کلامی کا اعتراف کر کے اس کے متعلق کوئی عذرخواہی کرنے کے لئے مجبور ہو گئے ہیں۔ چنانچہ پیٹ بھر کے گالیاں دینے کے بعد لکھتے ہیں۔ کہ

"یہ لفظ سخت ہیں۔ مگر فتنہ ان سے سخت تر ہے۔" ص۴۵

یہاں اس سے بحث نہیں کہ فتنہ سخت تر ہے یا نہیں۔ کیونکہ جس طرح ہمارے عقائد کو وہ فتنہ قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر ہم ان کے عقائد کے متعلق یقین رکھتے ہیں۔ لیکن یہاں سوال یہ ہے۔ کہ کیا اس قسم کے الفاظ کسی مہذب اور با اخلاق انسان کے قلم و زبان سے نکل سکتے ہیں۔ اور کیا اسی قسم کی مساواتوں کا نام مولوی محمد علی صاحب شریفانہ سلوک رکھتے ہیں۔ کاش وہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں

اور بتائیں کہ اگر اسی قسم کے سلوک کو شریفانہ سلوک کہا جاتا ہے۔ تو پھر رذیلانہ سلوک کیا ہوتا ہے جنہیں خود تو لفظ "چالاکی" اتنا گراں محسوس ہوا تھا کہ اس کی معافی کا خاص طور پر اعلان کر کے انہیں اپنی عزت برقرار رکھنے کا ڈھنڈورا پیٹنا پڑا تھا۔ لیکن خود انہوں نے ایسے نازیبا اور غیر مناسب الفاظ استعمال کرنے سے دریغ نہیں کیا جو کسی شریف انسان کے منہ سے ہرگز نہیں نکل سکتے۔"

کاش مولوی محمد علی صاحب اپنی اس اخلاقی موت سے ہی اپنے حق و باطل پر ہونے کا اندازہ لگا سکتے۔ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ خواہ وہ سخت کلامی اور بدزبانی میں کتنا ہی بڑھ جائیں۔ اس سے سوائے اپنے گندے اخلاق بری عادات کا ثبوت دینے کے انہیں کچھ نہیں حاصل ہو سکتا۔

اس موقعہ پر غیر مبائعین کو ہم اس طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ ذرا ضد اور دشمنی سے الگ ہو کر اس شخص کے اخلاق پر تو نظر کریں جس کے خیالات کو وہ صحیح اور درست سمجھے ہوئے ہیں اور جسے اپنا امیر تسلیم کرتے ہیں۔ کیا ایک مذہبی جماعت کے امیر کے ایسے ہی اخلاق ہونے چاہئیں جیسے مولوی محمد علی صاحب کے ہیں اور جن کا نمونہ اوپر دکھایا جا چکا ہے۔

امید ہے کہ سمجھدار اصحاب غور کریں گے اور مولوی محمد علی صاحب کے دن بدن گرتے ہوئے اخلاق سے نفرت کا اظہار کرنے سے باز نہ رہینگے۔ مولوی محمد علی صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے لاکھ اختلاف سہی لیکن آخر انسانیت اور شرافت بھی تو کوئی چیز ہے۔ عداوت اور بغض میں اس قدر اندھا ہو جانا کہ عمومی اخلاق کو بھی بالائے طاق رکھ کر بازاری طرز کلام اختیار کر لینا کوئی اچھی بات نہیں۔ پس جو ایسا کرتا ہے اس سے نفرت کرنا ہر ایک شریف انسان کا کام ہے۔

صلح کے محل کی بنیادیں

اور

ہندوستانی انتہا پسندوں کی امیدیں

چار سوا چار سال کے بعد قیامت خیز جنگ کے ختم ہونے پر اب جبکہ ہر ایک شخص کی آنکھیں صلح کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ یہ بتانا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خداوندان صلح کن اصول اور کن شرائط کو بنیادیں قرار دیکر صلح کا خوشنما محل تیار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

پہلی شرط تو یہ بتلائی جاتی ہے کہ اقوام عالم کی ایک انجمن قائم کی جائے۔ جو اقتصادی اور جنگی ذرائع سے دنیا میں امن پھیلانے کی کوشش کرے

دوسری یہ کہ چھوٹی قوموں کو ان کے حسب پسند حالات میں چھوڑ دیا جائے۔ مثلاً سربیوں عربوں پولوں۔ اور آرمینیوں کو ان کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے آزاد کر دیا جائے۔

(۳) یہ کہ جرمنی نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ نوآبادیوں کی حکومت کے لئے سراسر نااہل ہے۔ اس لئے اس کی نوآبادیاں اسے واپس نہ دی جائیں۔ بلکہ کسی دوسری قابل حکومت کے سپرد کی جائیں۔

(۴) سامان حرب کی تیاری بند کر دیجائے۔ اور جہاں تک ہو سکے اقوام عالم کو بحری اور بری اشیاء بنانے سے منع کر دیا جائے۔ جب سامان حرب نہ ہوگا تو جنگ کا بھی خدشہ نہ رہیگا۔ جنگ سے پیشتر برطانیہ اور امریکہ ہی دو عظیم طاقتیں تھی جنہوں نے جبریہ جنگی ملازمت کے قواعد جاری نہیں کئے۔

(۵) روس صدیوں سے سمندر حاصل کرنے کے لئے ترکوں سے لڑتے رہے ہیں۔ اس لئے چاہئے کہ ان کو سمندر میں داخل ہونے کی راہ دیجائے

(۶) جو ممالک اس جنگ عظیم سے تباہ و برباد ہو چکے ہیں۔ ان کو از سر نو تعمیر کیا جائے۔ اور نقصان کنندگان سے ہرجانہ دلایا جائے۔

(۷) آلسس لورین۔ فرانس کے حوالہ کیا جائے۔ اور اطالوی علاقہ جات اطالیہ کے سپرد کر دیئے جائیں۔

(۸) پولینڈ کے طویل عرصہ مصائب کو ختم کر دیا جائے۔ اور آزاد اقوام کے درمیان اسکی بھی ایک آزاد ریاست ساحل سمندر پر قائم کی جائے۔

(۹) ان اقوام کے جو اقوام عالم کی انجمن میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ پوشیدہ سیاسی عہدنامے منسوخ کئے جائیں کیونکہ جس طرح تازہ ہوا اور کھلی روشنی انسانی صحت کے لئے ضروری ہے اسی طرح سیاسی عہدنامے بھی کھلے طور پر ہونے ضروری ہیں۔

۱۰- امیروں کی امارت اور غریبوں کا افلاس دونوں کو کم کرنا چاہئے۔ جو اقوام آزاد نہیں ان کو آزاد کیا جائے۔ اور جو مظلوم ہیں ان کی تکلیفات کم کی جائیں۔ جب تمام لوگوں نے زمین پر امن کی سلطنت قائم کرنے میں مشترکہ سعی کی ہے۔ اور آزادی کے لئے یکساں مصائب برداشت کئے ہیں تو چاہئے کہ امیر و غریب ادنیٰ و اعلیٰ اور آزاد و مظلوم کا فرق اٹھا دیا جائے۔

ان شرائط کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ یہ جمہوریت امریکہ کے پریزیڈنٹ ڈاکٹر ولسن کے تجویز کردہ چودہ اصول صلح پر مبنی ہیں۔ اور جہاں تک خیال کیا جا سکتا ہے۔ معقول معلوم ہوتی ہیں۔ انہیں شرائط کا حوالہ دیکر ہندوستان کے انتہا پسندوں نے ہوم رول کا مطالبہ زوردار الفاظ میں کرنا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ

حال ہی میں انڈین نیشنل کانگریس کے سالانہ اجلاس منعقدہ ۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۱۸ء میں حکیم محمد اجمل خانصاحب نے بحیثیت چیرمین ریسپشن کمیٹی جو سپیچ دی ہے اس میں اُنھوں نے کہا کہ ڈاکٹر ولسن پریزیڈنٹ امریکہ کے مشہور اصول صلح میں سے سیلف ڈیٹرمنیشن (حق انتخاب حکومت) کے اصول اور صلح کی کانفرنس میں اس کے زیر بحث آنے کے تیقن نے ہندوستان میں حق انتخاب حکومت کی ایک تازہ لہر پیدا کر دی جو محسوس پذیر نظر آرہی ہے - اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ اجلاس جو آج دہلی میں ہندوستان کی تمام [illegible] کر رہا ہے اس لہر سے بہت کچھ متاثر ہے۔

عام طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے۔ کہ جب دنیا کا نظام حکومت بدل رہا ہے۔ اور برٹش گورنمنٹ (جس نے حق اور راستی کے لئے اتنی بڑی عظیم الشان جنگ کا بار اپنے کندھوں پر لیا تھا) ڈاکٹر ولسن کے تمام بنیادی اصول کے ساتھ اتفاق اور بہت چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو "حق انتخاب حکومت" دیئے جانے پر اصرار کر رہی ہے۔ تو وہ اس ہندوستان کو جس نے اپنی جان و مال اور دوسری تمام قسم کی قربانیوں سے جو اس جنگ کے لئے ضروری تھیں شرکت کی ہے۔ کیونکر اس عام عدل و انصاف سے محروم کر سکتی ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ میرے اس خیال کے ساتھ آپ سب اتفاق کریں گے۔ کہ جب آئرلینڈ کو باوجود اس کے ایک گروہ کی ان باغیانہ سازشوں کے جو اس نے دشمن کے ساتھ کیں۔ اور باوجود اس عام کوشش کے جو اس نے جبری بھرتی کے حکم کے خلاف کی اور باوجود اس [illegible] اور کھلی ناراضی کے جس کا اس نے مسلسل طور پر گذشتہ ایام اس صدی میں اظہار کیا ہوم رول دیا جا سکتا ہے۔ اور وہ سیلف ڈیٹرمنیشن کے حق کو حاصل کر سکتا ہے۔ تو وہ ہندوستان جس نے گورنمنٹ کی ہر ایک آواز پر لبیک کہا ہو اور جس کی گرانبہا امداد کی ستائش ملک معظم - وزراء اور سکرٹری آف سٹیٹ سے لیکر وائسرائے ہندوستان تک نے کی ہو۔ کیونکر ان فائدوں سے محروم رہ سکتا ہے جو طاقتور قومیں دنیا کے تبدیلی نظام حکومت کے ساتھ ساتھ کمزور اور مظلوم قوموں کو دوبارہ دے رہی ہیں۔"

ہمارے خیال میں ہندوستان کے انتہا پسندوں کا یہ مطالبہ اگرچہ قبل از وقت ہے کیونکہ ابھی اہل ہند ان صفات سے متصف نہیں ہیں۔ جو ہوم رول کے لئے ضروری ہیں۔ تاہم جن اصول پر صلح ہونے والی ہے ان کو مد نظر رکھ کر یہ امید رکھنا نامناسب نہ ہو گا کہ گورنمنٹ برطانیہ اہل ہند کو موجودہ حالت کی نسبت زیادہ حقوق دینے سے دریغ نہ کریگی۔ اور آہستہ آہستہ سیلف گورنمنٹ کے حاصل کرنے کے قابل بننے کا ضرور موقعہ دیگی۔

"کھوٹا پیسہ"

پیسہ اخبار کے متعلق گذشتہ پرچوں میں ہم نے ضرورتاً جو دو نوٹ لکھے تھے۔ ان کے جواب میں "ایک مسلمان" پیسہ میں لکھتا ہے۔ کہ اخبار عام رائے کا آئینہ ہوتا ہے۔ جس میں خود ایڈیٹر کی رائے کے خلاف تحریریں بھی درج ہوتی ہیں۔ جبکہ ہر پرچہ میں عنوان مراسلات کے نیچے لکھا جاتا ہے۔ کہ ایڈیٹر مراسلہ نگاروں کی رائے کا ذمہ وار نہیں۔ تو پھر اوروں کے خیالات اور تحریروں کی بنا پر خود پیسہ اخبار کو ہدف طعن و تشنیع بنانا کس قدر ظلم ہے۔"

معلوم ہوتا ہے۔ یہ الفاظ "ایک مسلمان" کی نقاب چہرہ پر ڈال کر ایڈیٹر صاحب نے اس لئے شائع کئے ہیں۔ کہ ان کے متعلق بھی انہیں مذکورہ بالا الفاظ ہی دوہرانے کا حق حاصل ہے۔ ورنہ کسی اور "مسلمان" کو کیا ضرورت تھی کہ ایک ایسے امر کے متعلق کچھ لکھتا۔ جو خاص ایڈیٹر صاحب کی ذات سے تعلق رکھتا ہے

خیر کچھ ہی ہو ہم تو پھر بھی پیسہ کے کھوٹے پن پر افسوس ہی کریں گے۔ کیونکہ ہمارے اعتراضات کے جواب میں تو وہ اخبار کو "عام رائے کا آئینہ" قرار دیتا ہوا ایسا تنگ وسعت حوصلہ ظاہر کرتا ہے کہ اس اخبار میں "خود ایڈیٹر کی رائے کے خلاف تحریریں بھی درج ہوتی ہیں" لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایڈیٹر صاحب میں اتنی بھی اخلاقی جرأت نہیں ہے کہ کسی کے خلاف جو تحریریں شائع کریں اس کا جواب بھی شائع کریں۔ حالانکہ ایسا کرنا اصول اخبار نویسی کے لحاظ سے بھی ان کے فرائض میں داخل ہے کیا یہ ٹھیک نہیں۔ کہ جب پچھلے دنوں آریوں کے ساتھ ہمارے ایک مناظر کا مباحثہ ہوا اور اس کے متعلق پیسہ اخبار میں بالکل غلط اور جھوٹی تحریر شائع ہوئی تو اس کے جواب میں ایک تحریر ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار کو ایک آدمی نے خود جا کر دی۔ جس کے شائع کرنے سے اُنھوں نے انکار کر دیا۔ اگر یہ درست ہے۔ اور یقیناً درست ہے۔ تو پھر پیسہ اخبار کو یہ کہنے کا ہرگز حق حاصل نہیں ہے۔ کہ وہ عام رائے کا آئینہ ہے صرف یہ لکھ دینے سے کہ "ایڈیٹر مراسلہ نگاروں کی رائے کا ذمہ وار نہیں" عام رائے کا آئینہ نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ کسی کے متعلق کوئی تحریر شائع کرنے پر اس کا جواب بھی بکشادہ پیشانی درج نہ کرے ورنہ کہنا پڑے گا کہ جو تحریریں اس کی منشاء کے مطابق ہوتی ہیں اور جن سے اسے اتفاق ہوتا ہے۔ وہی شائع ہوتی ہیں۔ اور ایسی صورت میں ہمارا حق ہے۔ کہ ایسی تحریروں کے متعلق جو شریعت کے خلاف ہوں نوٹس لیتے ہوئے پیسہ کا کھوٹا پن بھی ظاہر کر دیں۔

اخیر میں ہم پیسہ اخبار کو مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ اناپ شناپ تحریریں درج کرنے سے احتراز کیا کرے۔ ہاں اگر صفحات سیاہ کرنے سے ہی غرض ہوتی ہے۔ تو یہ اور بات ہے۔

از افاضات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(مرتبہ غلام نبی بلانوی)

سورہ رعد
رکوع سوم

(۹ - ۲ - دسمبر ۱۹۱۸ء)

کارآمد چیز قائم رہتی ہے اور بے کار تباہ ہو جاتی ہے

پہلے رکوع میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِیَۃٌۢ بِقَدَرِھَا فَاحْتَمَلَ السَّیْلُ زَبَدًا رَّابِیًا وَ مِمَّا یُوْقِدُوْنَ عَلَیْہِ فِی النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْیَۃٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُہٗ کَذٰلِکَ یَضْرِبُ اللّٰہُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۥ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذْھَبُ جُفَآءً وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ کَذٰلِکَ یَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ ۥ اس سے خدا تعالیٰ نے یہ بتایا ہے۔ کہ دو قسم کی چیزیں دنیا میں ہوتی ہیں۔ ایک ایسی جو کارآمد ہوتی ہیں۔ اور دوسری وہ جو ناکارہ ہوتی ہیں۔ اور ان کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ جو کارآمد ہوتی ہیں وہی ہمیشہ قائم رہتی ہیں۔ اور جو ناکارہ ہوتی ہیں۔ وہ ضائع اور برباد ہو جاتی ہیں۔ یہ نیچر کا قاعدہ ہے۔ مثلاً جسم انسان میں ہی دیکھئے جو چیزیں انسان کھاتا ہے ان کا جو حصہ جزو بدن بننا ہوتا ہے۔ وہ تو جسم میں داخل ہو جاتا ہے اور جو ناکارہ ہوتا ہے۔ وہ پاخانہ۔ پسینہ بلغم وغیرہ کے ذریعہ نکال دیا جاتا ہے۔ پھر انسانی جسم پھوڑوں پھنسیوں کے ذریعہ جو مادہ ناکارہ ہو جاتا ہے اسے نکال دیتا ہے۔ تو جو چیزیں کارآمد ہوتی ہیں وہ قائم رہتی ہیں۔ اور جو ناکارہ ہوتی ہیں منہ ہو جاتی ہیں یہ یورپ نے تو اب دریافت کیا ہے۔ مگر قرآن نے تیرہ سو سال پہلے سے بتا دیا ہوا ہے۔ قرآن کریم نے اس مسئلہ کو یہ بتانے کے لیے بیان کیا ہے۔ کہ چونکہ اسلام ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی کارآمد چیز ہے۔ اس لئے اس سے تعلق رکھنے والے اور اسے قبول کرنے والے ضرور قائم رہیں گے۔ اور جو اسلام کے مخالف ہونگے۔ وہ اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکیں گے۔ چنانچہ دلائل کے رو سے کوئی مذہب اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

تو بتایا کہ تمام چیزوں میں مقابلہ ہے۔ اس کے لیے یہ یاد رکھنا چاہیئے اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض جو ناکارہ ہوتی ہیں وہ مٹائی جاتی ہیں اور جو عمدہ ہوتی ہیں وہ قائم رکھی جاتی ہیں۔ چونکہ اسلام مفید بابرکت چیز ہے۔ اس لئے قائم رہیگا۔ اور دوسرے مذاہب میں کئی قسم کے نقائص ہیں۔ اس لئے وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور نہ اسے کوئی نقصان پہنچا سکیں گے۔ بلکہ آہستہ آہستہ مٹ جائیں گے۔

عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتا

جیسا کہ قرآن کریم کا قاعدہ ہے کہ انسان کو نیکی کی طرف توجہ دلانے کا کوئی موقعہ جانے نہیں دیتا۔ یہ مسئلہ بیان کرنے کے بعد فرماتا ہے اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ کَمَنْ ھُوَ اَعْمٰی اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۥ فرمایا۔ کیا وہ جو جانتا ہے اس کو جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تجھ پر نازل ہوا ہے۔ کیا وہ اس کے برابر ہو سکتا ہے۔ جو اندھا

ہے۔ ہرگز نہیں کیونکہ علم ہی ایک ایسی چیز ہے جو عمل کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض لوگوں کا علم ان کے لئے عمل کا محرک نہیں ہوتا۔ لیکن اسے علم نہیں کہنا چاہئے۔ بلکہ ناقص علم کہنا چاہئے۔ مگر اکثریت اسی طرف ہے کہ کسی بات کا علم ہی اس پر عمل کرنے کا محرک ہوتا ہے۔ پہلے تو خدا تعالیٰ نے یہ اصل بیان کیا ہے کہ مفید چیز قائم رہتی ہے۔ اور چونکہ اسلام مفید ہے۔ اس لئے قائم رہیگا۔ اب یہ بتایا کہ کیا ان قواعد کو جاننے والا اور نہ جاننے والا مساوی ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ کیونکہ ایک وہ ہے۔ جو جانتا ہے۔ کہ روحانی ترقی کس طرح ہو سکتی ہے۔ اور ایک اس بات کو جانتا ہی نہیں۔ تو دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ پہلا عمل کر کے روحانی ترقی حاصل کر سکتا ہے۔ اور دوسرا جانتا ہی نہیں۔ تو حاصل کیا کرے گا۔ اس لئے فرمایا دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ انما یتذکر اولوا الالباب سوائے اس کے نہیں کہ نصیحت حاصل کرتے ہیں دانا انسان کیونکہ دانا انسان کو جب ہدایت کی بات ملتی ہے۔ اسے قبول کر لیتا ہے لیکن نادان سمجھ ہی نہیں سکتا کہ فلاں بات میرے فائدہ کی ہو یا نہیں۔

اولوا الالباب سے کون لوگ مراد ہیں

اس کے متعلق یاد رکھنا چاہئے۔ کہ پہلے یہ بتایا تھا۔ کہ اسلام کے اندر ایسی تعلیم ہے۔ جس کا کوئی مذہب مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اسلام ایسی تعلیم دیتا ہے۔ جو انسان کی ترقی کا موجب ہے۔ اور دوسرے مذاہب کی ایسی تعلیم ہے۔ جو تنزل کی طرف لے جاتی ہے۔ پھر بتایا کہ اسلام کی تعلیم سے واقف ہونا اور اس کا علم رکھنا ضروری ہے۔ اب مسلمانوں کو بتایا کہ تم کو اولوا الالباب بننا چاہئے۔ لیکن چونکہ علم کا سوائے عمل کے کچھ فائدہ نہیں۔ گو اس میں شک نہیں۔ کہ عالم جاہل سے بہتر ہے۔ لیکن صرف علم جب تک کہ اس سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ ایسا مفید نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ وہ درحقیقت ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ تمہیں علم تو مل گیا اب چاہئے کہ اس پر عمل کر کے [illegible] دکھاؤ۔ تاکہ تمہیں دینی اور دنیوی ترقیاں حاصل ہوں۔ [illegible] یہ کہ مسلمانوں کا کیا عمل ہو کہ وہ اسلام کی تعلیم سے فائدہ اٹھائیں۔ اس کے متعلق فرمایا کہ دانا بن جاؤ۔ وہ دانا نہیں۔ جو آج کل لوگ سمجھتے ہیں۔ بلکہ دانا یہ ہوتے ہیں۔

اولوا الالباب کی پہلی صفت

کہ اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ۔ اللہ تعالیٰ سے جو عہد باندھتے ہیں۔ اسے پورا کرتے ہیں۔ دنیا میں جس قدر فتنہ و فساد ہوتے ہیں۔ ان کے بڑے بڑے باعث میں سے ایک باعث نقض عہد بھی ہے۔ موجودہ زمانہ کی جنگ میں ہی دیکھ لو۔ جرمنی پر بڑا الزام جو لگایا جاتا ہے وہ یہی ہے۔ کہ اس نے عہد کو توڑا ہے۔ اس نے ایک معاہدہ کیا ہوا تھا جس کے متعلق اس نے کہا۔ کہ وہ ایک کاغذ کا پرزہ ہے۔ اس کی کوئی وقعت نہیں۔ تو عہد شکنی ایک بہت بڑا جرم ہے۔ اور عہد اسی وقت توڑا جاتا ہے۔ جبکہ توڑنے والا سمجھتا ہے۔ کہ میں طاقتور ہوں۔ اور جس سے عہد باندھا ہوا تھا۔ وہ کمزور ہے۔ اور میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ یہی بات تھی کہ جس نے جرمنی کو عہد توڑنے کی جرأت دلائی۔ اور اسی نے اسے ہلاک کیا۔ اس نے کہا کہ مجھے کسی کی کیا پروا ہے۔ کہ عہد پر قائم رہوں غیر اس کے نفع نقصان سے ہمیں کوئی تعلق نہیں ہے۔ مگر اس نے عہد اس گھمنڈ پر توڑا تھا۔ کہ کوئی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ تو طاقتور ہی عہد توڑتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو کمزور سمجھتے ہیں۔ وہ نہیں توڑتے۔ لیکن تعجب ہے کہ خدا کے مقابلہ میں باوجود کمزور ہونے کے انسان عہد توڑتے ہیں۔ وہ اللہ سے عہد باندھتے اور پھر توڑ ڈالتے ہیں۔ فرمایا دانا ایسا نہیں کرتے۔ بلکہ دانا اللہ سے عہد باندھتے ہیں۔ اسے پورا کرتے ہیں پھر وہ جن باتوں پر پختہ عہد باندھتے ہیں۔ ان کو بھی نہیں توڑتے۔ یعنی وہ اللہ کے عہد کو بھی نہیں توڑتے۔ اور عام عہد جو باندھتے ہیں انہیں بھی نہیں توڑتے۔

اولوا الالباب کی دوسری صفت

پھر اولوا الالباب وہ ہیں۔ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ جو ملاتے ہیں اس کو جس کو اللہ نے ملانے کا حکم دیا ہے۔ یعنی جن سے تعلقات رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ ان سے تعلقات رکھتے ہیں۔ مثلاً سب سے پہلے تعلق جوڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے انبیا ہوتے ہیں۔ ان سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو فرمایا خدا نے جن سے تعلق رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ان کو ملاتے ہیں۔ یعنی ان سے تعلق پیدا کرتے ہیں۔

پھر ان میں اعلیٰ درجہ کی یہ بات پائی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

یخشون ربھم یہ خدا تعالیٰ نے عجیب بات بیان فرمائی ہے کہ کسی شخص نے اپنی کم علمی سے۔ یا شاید کسی اور بات کو مدنظر رکھ کر کہا ہے۔ کہ [illegible] گستاخ۔ مگر اس زمانہ میں بہت بیہودہ رنگ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک شخص اپنے باپ سے پیار [illegible]

خادم اپنے آقا سے گستاخی کرکے کہتا ہے۔ کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ کو بڑی مہربانیوں نے مجھے گستاخی کرنے کی جرأت دلائی۔ حالانکہ کرم گستاخ نہیں بنایا کرتے۔ بلکہ وہ اور زیادہ مطیع و فرمانبردار بناتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ نالائق اور بدتر کون ہو سکتا ہے جو کرم کرنے والے کا شکریہ ادا کرنے اور اس کے سامنے پہلے سے بھی زیادہ جھک جانے کی بجائے اس کے ساتھ گستاخی سے پیش آئے۔ لیکن آج کل یہی بات بہت پھیلی ہوئی ہے۔ کہ کرم گستاخ بنا دیتے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ لوگوں کی اخلاقی حالت بہت گر چکی ہے۔ اور ان کی فطرتیں بگڑ چکی ہیں۔ ورنہ کسی صحیح فطرت کے انسان کے وہم میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی۔ کہ کرم انسان کو گستاخ بنا دیتے ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے نے فطرت صحیحہ رکھنے والے لوگوں کے متعلق ہی فرمایا ہے۔ کہ وہ یخشون ربھم اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ یخشون القہار یا یخشون الدیان یا یخشون الشدید العقاب بلکہ یخشون ربھم فرمایا۔ یعنی ان کی خشیت خدا تعالیٰ کی صفت ربوبیت کے ماتحت ہوتی ہے۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ۔ بلکہ وہ جس قدر خدا کی ربوبیت دیکھتے ہیں اسی قدر ان کی خشیت بڑھتی جاتی ہے یہ فطرت صحیحہ والے لوگ ہوتے ہیں۔ جو خوب سمجھتے ہیں۔ کہ احسان اور کرم انسان کو نرم کر دیتا ہے۔ نہ کہ گستاخ بنا دیتا ہے۔ اس لئے ان کے اندر یہ صفت پائی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خشیت رکھتے ہیں۔ مگر ان میں خشیت پیدا ہوتی ہے ربوبیت کی صفت کے ماتحت۔

خشیت کے معنی یاد رکھنے چاہئیں۔ اس کے معنی ڈر کے نہیں بلکہ یہ لفظ ایسے موقعہ پر استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ کسی کی شان اور عظمت کی وجہ سے۔ یہ خیال پیدا ہو کہ میں کوئی ایسی بات نہ کر بیٹھوں جس سے میرا محسن مجھ پر ناراض ہو جائے۔ خشیت زیادہ تر اجلال اور عظمت کو مدنظر رکھتے ہوئے جو اطاعت اور فرمانبرداری کے جذبات پیدا ہوں ان کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ تو ان کے دل میں خدا کی خشیت ہوتی ہے۔ مگر اس لئے نہیں کہ خدا کے سزا دینے کا خیال ہوتا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ وہ ان کا رب ہے۔ اور اس کے ان پر بے شمار احسان ہیں۔

پھر اس کی سزا دینے والی صفات سے انہیں خوف بھی ہوتا ہے یعنی ایک طرف تو ربوبیت کی صفات ان کے اندر خشیت پیدا کرتی ہیں۔ اور دوسری طرف سزا دینے والی صفات خوف پیدا کرتی ہیں اور اس طرح ان کا ایمان مکمل ہو جاتا ہے۔

اولوالالباب کی تیسری صفت

پھر وہ دانا لوگ جو اسلام کی تعلیم کی وجہ سے غالب ہونگے۔ وہ ہیں جو وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۔ صبر کرتے ہیں۔ خدا کی رضا کے لئے۔ صبر کے معنی عربی میں روکنے کے ہیں۔ اس لئے کئی طرح سے استعمال ہوتا ہے (۱) نیکیوں پر اپنے آپ کو روکنا۔ یعنی صابر اس کو کہتے ہیں۔ جو خدا کے احکام کے کرنے پر اپنے آپ کو روک لیتا ہے۔ اور ان سے ادھر ادھر نہیں ہٹتا۔ (۲) یہ کہ جن باتوں سے خدا نے روکا ہوا ہے ان سے رُکتا ہے۔ (۳) یہ کہ مصائب اور آفات کے وقت جزع فزع سے روکنے والا ہوتا ہے۔ اس آیت میں یہ تینوں معنی استعمال ہو سکتے ہیں۔

صبر کے ایک معنی

اول یہ کہ اولوالالباب وہ ہوتے ہیں۔ جو نیکیوں پر قائم رہتے ہیں۔ مگر اس لئے نہیں کہ لوگ انہیں اچھا کہیں اور ان کی تعریف کریں۔ اکثر لوگ محض دکھلاوے کے لئے نمازیں پڑھتے روزے رکھتے۔ اور حج کرتے ہیں۔ ان کے مدنظر اللہ کی رضا نہیں ہوتی۔ ایسے لوگ غالب ہونے والے نہیں ہوتے۔ کیونکہ نتائج اسی حالت میں نکل سکتے ہیں۔ جبکہ خدا کے لئے کوئی کام کیا جائے۔ دیکھو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود نے بھی چھ مہینے روزے رکھے اور آپ سے زیادہ عبادتیں کرنے والے بھی موجود تھے۔ پھر ان کو وہ منصب کیوں نہ مل گیا۔ جو حضرت صاحب کو ملا۔ اس لئے کہ ان کی عبادتیں خدا کے لئے نہ تھیں۔

تو فرمایا کہ خدا کی رضا کے حصول کے لئے اگر صبر کریں گے۔ تو کامیاب ہوں گے۔

صبر کے دوسرے معنی

پھر دوسرے معنی یہ کہ اگر برائی سے بچیں گے۔ تو کامیاب ہونگے۔ کبھی انسان دنیا کی بدنامی کے خوف سے کوئی برا فعل کرنے سے رک جاتا ہے۔ کبھی سزا کے ڈر سے بچتا ہے۔ لیکن اس قسم کا بچنا نہ تو نیکی اور تقوے کے نتیجہ میں ہوتا ہے۔ اور نہ ایسے لوگوں کے مدنظر خدا کی رضا ہوتی ہے۔ ہاں جو خدا کے خوف اور ڈر سے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بچتے ہیں۔ وہ کامیاب ہوتے ہیں۔

صبر کے تیسرے معنی

تیسرے معنی تکلیف کے وقت جزع و فزع نہ کرنے کے ہیں۔ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب کوئی انہیں دکھ دیتا ہے۔ تو وہ خاموش ہو جاتے ہیں۔ مگر اس لئے نہیں کہ صبر سے کام لیتے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ کچھ

کہنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ یا اس لئے کہ سامنے کچھ نہیں کہتے۔ بلکہ درپردہ نقصان پہنچانے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ یا بعض بے عزت ہوتے ہیں وہ اپنی تحقیر اور تذلیل کے الفاظ سن کر ہنس دیتے ہیں۔ یا بعض کم ہمتی کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ تو ایسے لوگ صابر نہیں کہلا سکتے۔

صبر کی بےنظیر مثال

قرآن کریم کے رو سے صابر وہی ہیں۔ جن میں عزت۔ ہمت۔ طاقت ہو۔ اور بدلہ لینے کا موقعہ بھی ملے۔ مگر وہ صرف خدا کے لئے بدلہ نہ لیں۔ جیسا کہ رسول کریمؐ نے کیا۔ عزت تھی تو اتنی۔ کہ کفار نے سارا زور لگالیا۔ کہ خدا کا نام نہ لیں اور جو چاہتے ہیں۔ ہم دینے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن آپ نے یہی جواب دیا کہ اگر سورج کو میرے دائیں۔ اور چاند کو بائیں لاکر رکھدیا جائے تو بھی میں خدا کا نام لینے اور اس کی طرف لوگوں کو بلانے سے باز نہیں آونگا۔ حتیٰ کہ آپ کے چچا جنہوں نے آپ کو پالا تھا۔ کہا کہ ایسا نہ کرو۔ اس سے تمام لوگ دشمن ہوجائیں گے۔ تو آپ نے کہا کہ آپ اعلان کردیں۔ کہ مجھ سے آپ کا کوئی تعلق نہیں۔ میں اس سے کبھی باز نہیں رہ سکتا۔

پھر جب آپ طائف گئے اور لوگوں نے اینٹ پتھر آپ پر پھینکے۔ اور آپ لہولہان ہوکر واپس آئے تو راستہ میں فرشتہ ملا جس نے کہا کہ اگر آپ کہیں۔ تو ابھی زلزلہ سے یہ سب لوگ تباہ کردیئے جائیں۔ فرمایا نہیں یہ سب لوگ نادان ہیں۔ جانتے نہیں۔ ممکن ہے۔ ان کے بعد آنے والے سمجھ جائیں۔ پھر آپ میں ہمت تھی تو ایسی کہ بڑے بڑے صحابہ حیران رہ جاتے تھے۔ کہ آپ کس طرح کام سرانجام دیتے ہیں۔ آپ دین کو قائم کرنے کے لئے لوگوں کو تعلیم بھی دیتے تھے۔ اس پر سب سے بڑھ کر عمل بھی کرتے تھے۔ اور پھر سیاست بھی کرتے تھے۔

پس آپ میں عزت بھی تھی۔ ہمت بھی تھی۔ پھر اس کے ساتھ طاقت بھی تھی۔ اور پھر آخر وقت تک تھی۔ لیکن جب بدلہ لینے کا وقت آیا۔ تو کہدیا لا تثریب علیکم الیوم۔ یہ صبر کی ایسی اعلیٰ درجہ کی مثال ہے۔ کہ جیسی اور کہیں نہیں مل سکتی۔ اور ہر ایک مومن کا فرض ہے۔ کہ صبر دکھلانے کے وقت اس کو پیش نظر رکھے۔ تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اولوالالباب صبر کرتے ہیں۔ یعنی بدیوں سے بچتے ہیں۔ نیکیوں پر قائم رہتے ہیں۔ اور مصائب کے وقت جزع فزع نہیں کرتے۔ مگر اس لئے نہیں کہ بے ہمت بے غیرت ہوتے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ خدا کی رضامندی چاہتے ہیں۔

اولوالالباب کی چوتھی اور پانچویں صفت

پھر وہ نماز پڑھتے ہیں۔ اور خرچ کرتے ہیں ظاہرہ اور پوشیدہ۔ اور ان کے اندر یہ بات ہوتی ہے۔ کہ وہ دفع کرتے ہیں۔ نیکی کے ذریعہ بدی کو۔ نیکی کے ساتھ بدی کے دور کرنے کے کئی طریق ہیں۔

نیکی کے ذریعہ برائی کے دور کرنیکا پہلا طریق

اول یہ کہ نیک معاملہ کرکے برائی کرنیوالوں کی اصلاح کرتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص برا ہے۔ مومن اس سے نیکی کا سلوک کرتا ہے۔ اس سے وہ آہستہ آہستہ نیکی کی طرف آتا جاتا ہے۔ اور برائی کو ترک کردیتا ہے۔ بعض لوگ اصلاح کرنے کے خیال سے ایسی سختی کرتے ہیں۔ کہ پہلے سے بھی بُری حالت تک پہنچادیتے ہیں۔ لیکن مومن ایسا نہیں کرتے۔ وہ بدیوں کو مٹانے کے لئے۔ نیک طریق اختیار کرتے ہیں۔ اور نرمی اور نیک سلوک سے برائیاں چھوڑاتے ہیں۔

دوسرا طریق

دوسرے یہ کہ نیکیاں کرکے بدی کو مٹاتے ہیں یعنی خدا کی پاک تعلیم پر خود عمل کرتے اور بدوں کے لئے نیک نمونہ بنتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے عمل سے دوسروں کو برائیاں چھوڑ کر نیکیاں کرنے کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ اسی آیت میں فرمایا۔ کہ ظاہرہ خرچ کرتے ہیں جس سے اوروں کو بھی خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی تحریک ہوتی ہے۔

تیسرا طریق

تیسرے یہ کہ شرارت کے مقابلہ میں نرم معاملہ کرتے ہیں۔ مثلاً ایک سے لڑائی ہوتی ہے وہ شرارت سے مقابلہ کرتا ہے۔ جھوٹ بولتا ہے۔ حق دبالیتا ہے۔ ظلم کرتا ہے ناجائز دباؤ ڈالتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں کئی لوگ جوش میں آکر کہتے ہیں۔ کہ ہم بھی ایسا ہی کریں گے۔ فرمایا مومن ایسا نہیں کرتے ان کے مقابلہ میں دوسرا خواہ کچھ کرے۔ وہ جائز طریق سے ہی اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔

چوتھا طریق

چوتھے یہ کہ کوشش کرکے ہر ایک قسم کی بدی کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کا فرض ہے کہ جس قدر قربانیاں کرسکتا ہو اصلاح کے لئے کرے۔ اور برائیوں کے مٹانے میں لگا رہے۔

اولوالالباب کو کیا حاصل ہوگا

فرمایا یہ جو بتایا گیا ہے۔ کہ فتح ہوگی۔ یہ یونہی بیٹھے بیٹھے نہیں۔ بلکہ یہ باتیں اپنے اندر پیدا کروگے تب جیتو گے۔ پھر یہی نہیں کہ اس دنیا میں جیتو گے اور کامیاب ہوگے۔ بلکہ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ان کو جنتیں ملیں گی۔ عدن کے معنے ہیں ہمیشگی۔ تو ہمیشگی کے باغ سے مراد ہے۔ کہ ہمیشہ رہنے والے باغ ہونگے۔ پھر وہ نعمتیں جو کچھ ہونگی

ہم نہیں جانتے کیا ہونگی کیونکہ رسول کریم فرماتے ہیں مالاعین رأت ولااذن سمعت ولاخطر علیٰ قلب بشر - تو وہ نعمتیں ایسی نہیں ہونگی - جیسی کہ دنیا کی ہوتی ہیں تو ہیں - تو کل نہیں - بلکہ ہمیشہ رہینگی - اور یہ اس کے اندر داخل ہونگے - اور جو کوئی بھی ان کے ماں باپ بیویوں اور بیٹوں میں سے صالح ہوگا وہ بھی ان کے ساتھ داخل کیا جائیگا - اور ملائکہ ان پر دروازوں سے داخل ہوں گے - اس کے معنے عام طور پر لوگوں نے غلط سمجھے ہیں کیونکہ حدیثوں میں کہیں سات اور کہیں آٹھ دروازوں کا ذکر آیا ہے - اس سے مراد اتنے ہی دروازے نہیں بلکہ عربی میں یہ الفاظ عام تعداد کے لئے آتے ہیں پھر سات سے مراد سات درجات ترقی کے ہو سکتے ہیں - تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنے اعمال کسی نے کئے ہونگے اتنے دروازوں سے ملائکہ داخل ہو کر کہینگے - کہ تمہارا فلاں کام ضائع نہیں ہوا - بلکہ اس کا تمہیں اجر ملیگا - اور وہ کہینگے سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ تم سلامتی ہو تم پر کہ تم نیکیوں پر قائم رہے پس دیکھو کہ کیسا عمدہ دار ہے -

جو اولوالالباب نہیں بنیں گے - ان سے کیا سلوک ہوگا

جب یہ باتیں حاصل ہو جائیں گی تب نعمتیں ملینگی - لیکن جن میں نہیں ہونگی بلکہ والذین یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ ۔ وہ اللہ کے عہد کو توڑیں گے - اور جن کو اللہ نے حکم دیا ہے ملانے سے منقطع رہیں گے - اور زمین میں فساد کریں گے - انھیں خدا کی سزا ئیں ملیں گی - اور ان کے لئے بہت برا ٹھکانا ہوگا - اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۔ اور یاد رکھو کہ خدا کی طرف سے تنگی اور کشائش ہوتی ہے - جو خدا کے حکموں کو مانیں گے وہی جیتیں گے - اور جو نہیں مانیں گے وہ تباہ ہونگے -

یہ لوگ ورلی زندگی پر خوش ہو گئے ہیں - حالانکہ یہ آخرت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں آخرت کے مقابلہ میں ایک عارضی لذت ہے

ووکنگ مشن سے مطالبہ

خواجہ کمال الدین صاحب نے احمدیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے صریح حکم کے خلاف غیر احمدیوں سے تعلقات پیدا کئے تو اس لئے کہ ان سے روپیہ حاصل کریں - پھر انھوں نے ولایت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لینا اس خیال سے ناجائز قرار دیا تاکہ غیر احمدی ان کی جھولی بھرتے رہیں - پھر خود انھوں نے احمدیت کی خصوصیات کو پس پشت ڈالا - تو اس لئے کہ غیر احمدی انھیں احمدی سمجھ کر روپیہ دینا بند نہ کردیں اس قسم کی کوششوں سے گو انھیں روپیہ تو حاصل ہو گیا اور ہو رہا ہے - لیکن ان روپیہ دینے والوں نے ان سے جو مطالبہ شروع کیا ہے - اور جس کے کہنے کا ان لوگوں کو پورا پورا حق حاصل ہے اس کے پورا کرنے میں یقیناً خواجہ صاحب کو مشکل پیش آئیگی -

وہ مطالبہ کسی شخص " سیف موسیٰ ازپونا " نے بذریعہ پیسہ اخبار اس طرح کیا ہے - کہ

" خواجہ کمال الدین صاحب اپنے رسالہ انگریزی ماہ اپریل میں اعلان کرتے ہیں - کہ ایک لیڈی مسلمان ہو گئی اور ایک سپاہی میدان جنگ میں مسلمان ہو گیا - مگر نہ لیڈی کا کچھ نام بتلاتے ہیں - نہ سپاہی کا - ایسا ہی جون میں اعلان ہوتا ہے - دو معزز یہودی مسلمان ہو گئے - یہ بھی بے نام بے نشان - پھر جولائی میں اعلان ہوتا ہے - کہ ایک انگریز لیڈی مسلمان ہو گئی کیا ایسے مہمل اعلان قابل اعتبار اور موجب تسلی ہو سکتے ہیں - اور کیا اسی کے واسطے ہزاروں روپیہ غریب مسلمانوں کا اس قحط سالی میں کھینچا جا رہا ہے - ہمیں کوئی بدظنی نہیں مگر قوم کو حق ہے کہ اپنی تسلی چاہے - کوئی صاحب اس پردہ کو اٹھانے کی کوشش کریں کہ اس قدر پردہ داری میں کیا راز ہے - کہیں فرضی کارروائی تو نہیں "

واقعہ میں خواجہ صاحب کے اس قسم کے بے نام ونشان اعلان اپنے فرضی ہونیکا یقین دلاتے ہیں - اور ان لوگوں کا جو خواجہ صاحب کو مالی امداد دیتے ہیں - حق ہے کہ ان کے متعلق اپنی تسلی چاہیں - بہتر ہو کہ خواجہ صاحب خود تسلی کرانے کی تکلیف گوارا فرمائیں -

---

مفید دوائیں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے حکیم نور احمد صاحب سکنہ اکولہ برار کے تیار کردہ شربت فولاد اور معجون کا استعمال فرمایا - اور ہر دو ادویات کو مفید پایا - حضرت سفارش فرماتے ہیں - کہ حکیم صاحب کی ادویات ضرورتمند دوست استعمال فرماویں علاوہ مذکورہ بالا ادویہ کے حکیم صاحب اور دوائیں بھی تیار کرتے ہیں - جن کی تفصیل حکیم صاحب موصوف سے مفصلہ ذیل پتہ پر معلوم ہو سکتی ہے -

حکیم نور احمد احمدی " اجنا پیٹھ " اکولہ - برار

کتاب **حق الیقین** مصنفہ مولانا مولوی عبید اللہ صاحب بسمل کا احباب ضرور مطالعہ کریں - اور مولوی صاحب موصوف کی دماغ سوزی کی داد دیں قیمت مجلد علاوہ محصول ڈاک عہ ہے -

یورپ کی خبریں

پارلیمنٹ برطانیہ کا نیا انتخاب۔ پارلیمنٹ برطانیہ کے نئے انتخاب میں سابق وزیر اعظم مسٹر اسکوئتھ کو ایسی شکست ملی ہے۔ کہ آپ معمولی طور پر ممبر پارلیمنٹ بھی نہیں بن سکے۔ مگر موجودہ وزیر اعظم مسٹر لائڈ جارج اپنے حریف کے مقابلہ میں ۱۳ ہزار ووٹوں کی زیادتی سے کامیاب ہوئے۔

نئی پارلیمنٹ کا اجلاس ۲۷ دسمبر کے لندن میں نئی پارلیمنٹ کا پہلا اجلاس ۲۱- جنوری کو منعقد ہوگا۔

بحری سرنگوں کی میعاد فرانس کے ایک سائنسدان نے بیان کیا ہے کہ اگر سمندری سرنگیں اچھی طرح مضبوط باندھی گئی ہوں۔ تو وہ عرصہ ۲۰ سال تک سمندر میں تیرتی رہینگی۔ اور جب کسی جہاز سے ٹکرائینگی اسے تباہ کردینگی۔

سابق قیصر جرمن کی حفاظت کیلئے لیگ تازہ خبر ہے کہ سابق قیصر جرمن کی حفاظت زندگی کے لئے برلن میں لیگ بنائی گئی ہے۔ جس کیطرف سے اپیل شائع ہوئی ہے۔ کہ سابق قیصر کو جنگ کے الزامات سے بے گناہ ثابت کرنے کیلئے معلومات بہم پہنچائی جاویں۔ اس لیگ کی صدارت پرنس ہنری آف پروشیا کو پیش کی گئی تھی۔ مگر اس نے اس سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہنڈنبرگ کو صدر بنایا جائے تاہم لیگ کی ممبری منظور کرتے ہوئے کہا کہ مجھے توقع ہے کہ شاہی خاندان کی طرف سے مجھے شہادت میں جانا پڑیگا۔

جنگ میں روسی اتلاف جان پیٹروگراڈ سے اطلاع روس کا ایک اخبار لکھتا ہے کہ اس جنگ میں روس کے کل ساڑھے ۱۷ لاکھ آدمی کام آئے ۱۹ لاکھ لاپتہ ہوئے ۔ ... ۲۰ لاکھ گرفتار ہوئے ۔ ۳۰ لاکھ زخمی ہوئے ۔ ... ہوئے۔

جنگ میں فرانسیسی اتلاف جان پارلیمنٹ فرانس میں اعلان کیا گیا کہ یکم نومبر تک۔ جنگ میں فرانس کا حسب ذیل نقصان جان ہوا ہے۔ ہلاک افسر ۳۱۳۰۰ سپاہی ۱۰ لاکھ ۴۰ ہزار لاپتہ افسر ۳ ہزار ۔ سپاہی ۳ لاکھ ۱۱ ہزار اسیران جنگ افسر ۸۳۰۰ سپاہی ۴ لاکھ ۳۸ ہزار

ایم پر فرانسیسی قبضہ ایک فرانسیسی بٹالین نے ایم واقعہ جرمنی پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس وجہ سے کہ کئی اسیران جنگ کو جو وہاں نظر بند تھے قتل کر دیا۔

ہنڈنبرگ کا اعلان۔ ہنڈنبرگ نے بڑے صدر مقام سے ایک اعلان شائع کیا ہے جس پر کرسمس کی تاریخ ہے۔ اس میں جرمن فوج کی تعریف کی گئی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے لکھا ہے کہ یہ فوج معدوم ہو چکی ہے۔ توڑ دیگئی ہے اور اس سے ہتھیار لے لئے گئے ہیں۔ ایمپیریس کا اخبار نویس جنرل لکھتا ہے کہ جرمن جنرل ہنڈنبرگ نے گورنمنٹ جرمنی کو تار دیا ہے۔ کہ میرا ارادہ غیر جانبدار علاقہ ہے۔ ۱۰ کیلو میٹر پیچھے ہٹ کر جو عارضی صلح کی رو سے مقرر کیا گیا تھا۔ ایک نیا خط مقابلہ قائم کرنے کا ہے۔

جرمن دستوں کی لوٹ مار لندن ۲۹ دسمبر سٹاک ہالم استھونیا کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ استھونیا کی فوج پسپا ہو رہی ہے۔ طویل محاذات پر دشمن کی زبردست فوجیں ہیں۔ وہ جرمن فوجیں جو ڈوار پاٹ سے واپس ہو رہی ہیں۔ ساحل کے ساتھ ساتھ ریگا کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ اور لوٹ مار مچا رکھی ہے۔

ریگا میں برطانی تباہ کن جہاز۔ لندن ۲۹ دسمبر اسٹاک ہالم برلن کا ایک پیغام مظہر ہے کہ ایک برطانی کروزر اور تباہ کن جہاز ۱۰- دسمبر سے ریگا پہنچے ہوئے ہیں۔

ہالینڈ اور قیصر ۲۰- دسمبر اسٹاک ہالم ایک اخبار رقمطراز ہے کہ ہالینڈ گورنمنٹ ناراض نہیں ہوگا اگر قیصر یہاں سے چلا جائے۔ ان کا بیان ہے کہ قیصر پہلی ...

ہندوستان کی خبریں

انتخاب عہدہ داران مسلم لیگ ایسوسی ایٹڈ پریس سے یہ اطلاع ملی ہے۔ کہ آنریبل سر راجہ صاحب محمود آباد اور آنریبل سید وزیر حسن آل انڈیا مسلم لیگ کے پریزیڈنٹ و سکرٹری اور مسٹر ظہور احمد جائنٹ سکرٹری منتخب کئے گئے۔

ملک معظم کی پریوی کونسل کے جدید ممبر جنوری ملک معظم نے آنریبل سر ایس پی سنہا کے سی کو پریوی کونسل کی ممبری پر مقرر کیا ہے۔

اسیران قوط کی واپسی ہسپتال جہاز ریٹیا معرکہ قوط کے اسیران جنگ کے ایک گروہ کے جو دو ہندوستانی افسروں اور ۱۹۳ ہندوستانی سپاہیوں پر مشتمل تھا ۳- جنوری کو بوقت ۸ بجے صبح بمبئی میں پہنچا۔

ڈاکٹر لیفرائے کا انتقال لارڈ بشپ کلکتہ اور میٹروپولیٹن انڈیا ڈاکٹر لیفرائے یکم جنوری کو ۱۱ بجے شب پریزیڈنسی ہسپتال میں فوت ہو گئے۔

بمبئی میں آتشزدگی۔ ۲- جنوری کی صبح کو سینڈہرسٹ روڈ میں واقع ایک بھاری عمارت میں آتشزدگی ہوئی اندازہ کیا جاتا ہے کہ قریباً ۲ لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا۔

کلکتہ میں آتشزدگی یکم جنوری کی شب کورنتھین تھیٹر میں ایک شدید آتشزدگی ہوئی۔ کوئی نقصان جان نہیں ہوا۔

مدراس میں آتشزدگی۔ یکم جنوری کو ریلے پارک میں آتشبازی کے موقعہ پر میلہ کے جنوب مشرقی گوشہ میں آتشزدگی ہوئی۔ پیشتر اس کے کہ ایک اور انجن کے ذریعہ آگ بجھائی جائے بہت نقصان ہو گیا۔

پارلیمنٹ کے انتخاب میں ناکامی ایک ہندوستانی بیرسٹر ایم چندر جی ہیز فیلڈ کی طرف سے انتخاب کئے جانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن ناکام رہا۔

مہتمم شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ... ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر دفتر الفضل قادیان سے شائع ہوا